روزنامہ ٹیلی فون نمبر 213029 C.P.L 61

الفضل

ایڈیٹر: عبدالسمیع خان

سوموار 25 جون 2001ء، ربیع الثانی 1422 ہجری-25 احسان 1380 ہش جلد 51-86 نمبر 140

قدیم سواریاں ترک کرنے کی پیشگوئی

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

جوان اونٹنیاں بے کار چھوڑ دی جائیں گی اوران پر سفر نہیں کیا جائے گا۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب نزول عیسیٰ حدیث نمبر 220)

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

آخری زمانہ کی علامات سے جن کی خبر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں دی ہے۔ وہ وہ واقعات نادرہ ہیں جن کا تم اس زمانہ میں مشاہدہ کررہے ہو اور جن کو تم موجود پاتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے آخری زمانہ کی علامات ہمارے لئے کھول کر بیان کی ہیں (۔) تسییر الجبال کو لو تو تم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے کہ کس طرح سے پہاڑ چلائے گئے اور انہیں ان کی جگہوں سے ہٹا دیا گیا۔ اوران کے خیمے گرا دئے گئے۔ اوران کی چوٹیاں پست ہوگئیں۔ اوران کے سلسلے ایسے ہموار ہوگئے کہ تم ان کے اطراف میں چلتے پھرتے اور وہاں آتے جاتے ہو ...... اونٹنیاں بیکار ہوجانے سے ریل گاڑی کی طرف اشارہ ہے جس نے اونٹنیوں کو بیکار کر دیا ہے۔ ان پر اب تیز رفتاری سے سفر نہیں کیا جاتا ریل گاڑی پر ہی لوگ سوار ہوتے ہیں اور اس پر اپنا اسباب اور بوجھ لادتے ہیں اور زمین کے اطراف کو لپیٹنے کی مانند وہ ایک ملک سے دوسرے ملک میں پہنچتے ہیں (۔) اور نفوس کے ملانے کی علامت کئی طریق سے پوری ہوئی ہے۔ ان میں سے ایک تو ٹیلیگراف (تاربرقی) کی طرف اشارہ ہے جو ہر تنگی کے وقت میں لوگوں کی مدد کرتا ہے اور زمین کے دور افتادہ حصوں میں رہنے والے عزیزوں کی خبر لاتا ہے اور قبل اس کے کہ دریافت کرنے والا اپنی جگہ سے اٹھے تاربرقی اس کے عزیزوں کو خبر دے دیتی ہے اور مغربی اور مشرقی شخص کے درمیان سوال وجواب کا سلسلہ چلا دیتی ہے‘ گویا کہ وہ آپس میں ملاقات کررہے ہیں۔ پھر وہ ان پریشان ومضطر لوگوں کو ان لوگوں کے حالات سے بہت جلد اطلاع پہنچا دیتی ہے جن کے متعلق وہ فکرمند ہوتے ہیں۔ پس اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ دور بیٹھے ہوئے اشخاص کو ملا دیتی ہے اور ان میں سے ایک دوسرے کے ساتھ یوں بات کرتا ہے کہ گویا ان کے درمیان کوئی روک نہ ہو اور وہ ایک دوسرے کے بالکل قریب ہوں۔ اور لوگوں کے آپس میں ملانے سے اس طرف اشارہ ہے کہ بحری اور بری راستوں پر امن ہوگا اور سفر کی مشکلات دور ہوجائیں گی اور لوگ ایک ملک سے دوسرے ملک تک بغیر کسی خوف وخطر کے سفر کرسکیں گے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اس زمانہ میں ملکوں کے ملکوں کے ساتھ تعلقات زیادہ ہوگئے ہیں اور لوگوں کا ایک دوسرے سے تعارف بڑھ گیا ہے۔ پس گویا کہ وہ ہر روز ایک دوسرے سے ملائے جاتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے تاجروں کو تاجروں سے اور ایک سرحد کے رہنے والوں کو دوسری سرحد کے رہنے والوں کے ساتھ اور ایک حرفہ والوں کو دوسرے حرفہ والوں کے ساتھ ملا دیا ہے اور وہ نفع حاصل کرنے اور نقصان کو دور کرنے میں باہم شریک ہوگئے ہیں اور وہ ہر نعمت‘ سرور‘ لباس‘ کھانے اور سامان آسائش میں ایک دوسرے کے معاون بن گئے ہیں۔ اور ایک علاقہ سے دوسرے علاقہ میں ہر چیز لائی جاتی ہے۔ پس دیکھو کس طرح اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو ملا دیا ہے گویا کہ وہ ایک ہی کشتی میں سوار ہیں۔ نیز آپس میں ملانے کے ان سامانوں میں سے خشکی اور تری کی گاڑیوں میں لوگوں کا سفر کرنا ہے۔ وہ ان سفروں کے دوران ایک دوسرے سے متعارف ہوتے ہیں۔ اور ملائے جانے کے ان اسباب میں ایک خطوط کا سلسلہ بھی ہے جس کے بھجوانے کے وسائل بہت عمدہ بنادئے گئے ہیں۔ تم دیکھ رہے ہو کہ خطوط کیسے دنیا کے کناروں تک بھیجے جاسکتے ہیں اور اگر تم اس بارے میں غور کرو تو تمہیں ان کی کثرت ترسیل تعجب میں ڈالے گی اور تم اس کی پہلے زمانوں میں نظیر نہیں پاؤ گے اور اسی طرح تم کو مسافروں اور تاجروں کی کثرت بھی تعجب میں ڈالے گی۔ سو یہ سب لوگوں کے آپس میں ملانے اور ان کے آپس میں تعارف کے اسباب وذرائع ہیں جن کا اس سے قبل نام ونشان تک بھی نہ تھا۔ اور میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ کیا تم نے اس سے قبل کبھی ایسا دیکھا یا کیا تم نے اس سے قبل کتابوں میں یہ سب باتیں پڑھی ہیں۔ اور نشر صحف سے اس کے ان وسائل یعنی پریس وغیرہ کی طرف اشارہ ہے جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے ایسی قوم کو پیدا کیا جس نے آلات طبع ایجاد کئے۔ دیکھو کس قدر پریس ہیں جو ہندوستان اور دوسرے ملکوں میں پائے جاتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے تا وہ ہمارے کام میں ہماری مدد کرے اور ہمارے دین اور ہماری کتابوں کو پھیلائے اور ہمارے معارف کو ہر قوم تک پہنچائے تا وہ ان کی طرف کان دھریں اور ہدایت پائیں۔

(ترجمہ از آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد 5 ص 468)

خصوصی درخواست دعا

احباب جماعت سے جملہ اسیران راہ مولا کی جلد اور باعزت رہائی نیز مختلف مقدمات میں ملوث افراد جماعت کی باعزت بریت کے لئے دردمندانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ان بھائیوں کو اپنی حفظ وامان میں رکھے ہر شر سے بچائے۔

مرا مطلوب ومقصود وتمنا خدمت خلق است

سیدنا حضرت مسیح موعود نے خدمت خلق کو اپنی تمنا اور مطلوب ومقصود قرار دیا ہے۔ بیوت الحمد منصوبہ اس مقصود کو پانے کے لئے ایک اہم ذریعہ ہے۔ اس بابرکت سکیم کے تحت جہاں یکصد مکانات پر مشتمل تمام سہولیات سے آراستہ کالونی بنا کر مستحق خاندانوں کو رہائش فراہم کی جارہی ہے وہاں پانچ صد سے زائد مستحق افراد کو ان کے اپنے اپنے گھروں میں حسب ضرورت جزوی توسیع کے لئے لاکھوں روپے کی امداد دی جاچکی ہے اور ضرورت مندوں کا حلقہ وسیع ہونے کے باعث ابھی کئی مستحق خاندان اس امداد کے منتظر ہیں۔ احباب کرام کی خدمت میں درخواست ہے کہ خدمت خلق کے اس عظیم منصوبہ کی تکمیل میں حسب استطاعت زیادہ سے زیادہ مالی قربانی پیش فرمائیں۔ یہ رقم مقامی جماعت میں یا دفتر خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں جمع کرائی جاسکتی ہے۔ امید ہے احباب کرام اپنے پیارے امام کی تمنا کو پورا کرنے اور اس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کے پیار کو جذب کرنے کے لئے اس بابرکت تحریک میں زیادہ سے زیادہ مالی قربانی پیش فرما کر عنداللہ ماجور ہوں گے۔ (سیکرٹری بیوت الحمد سوسائٹی)

ولادت

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے محترم حافظ مظفر احمد صاحب ایڈیشنل ناظر دعوت الی اللہ اور محترمہ نصرت مظفر صاحبہ کو مورخہ 22 جون 2001ء بروز جمعہ بیٹے سے نوازا ہے۔ بچے کا نام "وجیہ احمد" رکھا گیا ہے۔ نومولود مکرم عبدالمنان صاحب شکور پارک کا پوتا اور مکرم پروفیسر حفیظ احمد اعوان ملتان کا نواسہ ہے۔ احباب کرام سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو نیک‘ خادم دین‘ باعمر سعادت مند اور والدین کیلئے قرۃ العین بنائے۔

عرفانِ حدیث نمبر 78

مرتبہ: عبدالسمیع خان

حقیقی شکر

حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔

جسے کوئی چیز عطا کی جائے اگر اسے توفیق ہو تو اس کا بدلہ دے اور اگر یہ توفیق نہ ہو تو اس چیز کے ذریعہ ثنا کرے جو اسے عطا کی گئی ہے۔ اگر وہ اس طرح ثنا کرے گا تو اس نے شکر کیا اور اگر اس نے اسے چھپایا تو اس نے ناشکری کی۔

(سنن ابوداؤد کتاب الادب باب فی شکر المعروف)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں

حدیث وہ ہے جو بہت گہری ہے اور مختلف معانی رکھتی ہے۔ بندوں پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے اور اللہ کے احسانات پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ جتنا میں نے اس پر غور کیا ہے اتنا ہی زیادہ میں اس کے مختلف معانی میں کھویا گیا ہوں اور مشکل محسوس کرتا ہوں کہ ان سب معانی کی طرف آپ کو متوجہ کر سکوں۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے تھوڑے سے کلام میں بے انتہا معانی مضمر ہوا کرتے ہیں اور یہ وہ حدیث ہے جس کا تعلق بیک وقت انسانوں کے احسان سے بھی ہے اور اللہ کے احسانات سے بھی ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جسے کوئی چیز عطا کی جائے۔ اب دیکھیں مجہول رکھا ہے اس کو (۔) صاف پتہ چل رہا ہے کہ اس میں دونوں امکانات کو مدنظر رکھا گیا ہے چیز بندے کی طرف سے عطا کی جائے یا اللہ کی طرف سے عطا کی جائے تو یہی چابی ہے اس بات کی کہ آگے جتنے مضامین چل رہے ہیں وہ بندوں اور خدا دونوں کی طرف منسوب ہوں گے۔ جب اللہ کی طرف منسوب ہوں گے تو پھر اس کے معنے بہت زیادہ وسیع اور گہرے ہوتے چلے جائیں گے جسے کوئی چیز عطا کی جائے تو اسے چاہئے کہ وہ اس کا بدلہ دے،' ان معنوں میں اُعطی عطاء فوجد فلیجزبہ اب یہاں ترجمہ کرنے والے نے یہ غلطی کی ہے کہ وجد کے مضمون کو آخر پہ رکھا ہے حالانکہ یہ فرمایا گیا فوجد فلیجزبہ اگر۔ اسے توفیق ہو۔ وجد کا یہ معنی ہے یہاں' اگر توفیق ہو تو اس کا بدلہ دے۔

اب اللہ کے بدلہ اتارنے کی توفیق ہی نہیں تو بندوں کے معاملے میں توفیق کچھ نہ کچھ تو ہوتی ہے۔ مگر اللہ کے معاملے میں تو کوئی توفیق ہی نہیں ہے آپ کیسے توفیق پائیں گے کہ اللہ کا بدلہ اتاریں۔ تو یہ دو شاخہ معنی چلتا چلا جا رہا ہے آگے (۔) اب یہاں ایک محاورہ حضور اکرم ﷺ نے استعمال فرمایا ہے جو عربی لغت میں اس طرح نہیں ملتا کہیں بھی۔ ثنٰی علیہ کا مضمون تو ملتا ہے لیکن ثنٰی بہ۔ اثنٰی بہ کا جو صلہ ہے "ب" کے ساتھ یہ آپ کو کسی لغت میں کہیں نظر نہیں آئے گا اور یہ بات واضح کر رہی ہے کہ حضرت اقدس رسول اللہ ﷺ کے ذہن میں عام معنوں سے ہٹ کر کچھ معانی ہیں اور یہی وہ پہلو ہے جو آج میں آپ کے سامنے خوب کھولنا چاہتا ہوں۔

فلیجزبہ۔ جزی بہ کا مضمون تو ہر لغت میں آپ کو مل جائے گا۔ کسی کو کسی چیز کی جزا دی جائے تو کہیں گے جزی بہ یہ عام مضمون ہے مگر یثنی بہ کہیں نظر نہیں آئے گا اور یہی وہ یثنی بہ ہے جس کا معنی بہت وسیع ہے جس کے متعلق میں آج آپ کے سامنے کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اگر اس کے پاس کچھ نہ ہو یا توفیق نہ ہو تو یثنی بہ اگر میں بندوں کی بات پہلے شروع کرتا ہوں تو یہ نہیں فرمایا کہ اس کی تعریف کرو اس کا کوئی ذکر نہیں ہے اس چیز کے ذریعے اس کا شکر ادا کرو جو تمہیں عطا کی گئی ہے۔ یہ مضمون عام مضمون سے بہت گہرا ہے۔ یثنی بہ کا صرف یہ مطلب بنے گا اس چیز کے ذریعے شکر ادا کرو جو تمہیں عطا کی گئی ہے۔ اس چیز کے ذریعے کیسے شکر ہوتا ہے اس کے بہت سے طریق ہیں جو اس حدیث میں اللہ کے تعلق میں تو سمجھ آ جاتے ہیں' بندے کے تعلق میں فوری طور پر سمجھ نہیں آسکتے مگر غور کریں تو سمجھ آ جائے گی۔

جو چیز تمہیں دی گئی ہے اس کو اگر لوگوں میں آگے بیان کرو اگرچہ دینے والا شکریے کا محتاج نہیں ہے اور دینے والے کا شکریے کا احتیاج اس کو اس قابل ہی نہیں رہنے دیتا کہ اس کا احسان کرنے والوں میں شمار ہو سکے۔ تو یہاں یہ نہیں فرمایا کہ اس کی ثنا کرو کیونکہ یہ تو اللہ تعالیٰ نے ناپسند فرمایا ہے۔ فرمایا اس چیز کو جو دیتا ہے اس کو آگے چلاؤ۔ اب کسی بندے کو کسی کی طرف سے کچھ ملتا ہے اگر وہ اس کو روک کے بیٹھ جائے تو یہ ثنا کا حق ادا نہیں کر رہا۔ بہ کے معنے میں ادا نہیں کر رہا۔ اس چیز کو استعمال کر کے اس کا حق ادا کرو۔ اب یہ استعمال بھی کئی طریق سے ہے۔ ایک تو یہ کہ خود اپنے اوپر استعمال کرو' اپنے گھر والوں پر استعمال کرو' اپنے عزیزوں پر استعمال کرو جو ثابت کر دے گا کہ تمہیں وہ چیز پسند تھی۔ اگر استعمال ہی نہ کرو اور چھپا لو یا الگ پھینک دو تو یہ شکر کا حق ادا کرنے والی بات نہیں ہے۔

دوسرے لوگوں تک پہنچاؤ۔ اسی چیز کا فیض اسی طرح لوگوں تک پہنچاؤ جیسے تم تک کسی نے اس چیز کا فیض پہنچایا تھا تو یہ سارے معنے بہ سے نکلتے ہیں اور علٰی سے نہیں نکلتے جو عام طور پر ثنا کا صلہ ہے کیونکہ یہ دونوں مضمون بیک وقت چل رہے ہیں۔ اب میں بصرف خدا کے تعلق میں یہ مضمون بیان کرتا ہوں۔

(فرمایا) جس نے خدا کی عطا کردہ چیزوں کے ذریعے اللہ کا شکر ادا کیا یعنی ان سب چیزوں کو اس طرح بنی نوع انسان کے فائدے کے لئے استعمال کیا جس طرح اللہ نے اس کو عطا کی تھیں ان کو نہ چھپایا' نہ یہ ظاہر کیا کہ خدا نے خاص فضل مجھ پہ فرمایا ہے کیونکہ جب بھی اس بات کو چھپائے گا کوئی شخص تو ثنا کا حق جا رہا ہے گا۔ تو مراد یہ ہے کہ جو بھی تمہیں عطا ہوا ہے اسے بیان بھی کرو اور اس کے ذریعے سے لوگوں کو دکھاؤ کہ اس طرح شکر ہوا کرتا ہے۔ یہ وہ مضمون ہے جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے اس کی بہت سی شاخیں ہیں مگر اتنا یاد رکھیں کہ شکر کی بحث چل رہی تھی یہاں آکر شکر کی تان ٹوٹی ہے فقد شکرہ یہ ثنا کرے گا تو پھر شکر ادا ہوگا ورنہ شکر ادا نہیں ہوگا۔

(فرمایا) اور جو ان احسانات کو چھپائے گا فقد کفرہ اس نے ناشکری کی (ابوداؤد کتاب الادب۔ باب فی شکر المعروف) تو اللہ تعالیٰ کے احسانات کو بکثرت بیان کرنا' اللہ تعالیٰ کے احسانات کو استعمال کرنا' دوسرے بنی نوع انسان کے لئے احسان کے طور پر استعمال کرکے یہ شکر ہے اور ان نعمتوں کو چھپا لینا کسی خوف سے' دنیا کے ڈر سے یا اور کسی بنا پر تاکہ ان کے پاس یہ چیزیں اکٹھی ہونی شروع ہو جائیں یہ ساری ناشکری کی قسمیں ہیں۔ پس اس مضمون سے یہ راہنمائی حاصل کرتے ہوئے میں اب قادیان کے جلسے کے تعلق میں ان نومبائعین کے متعلق یہ بیان کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے جو یہ کہا تھا کہ ان سب نومبائعین کو ہم دوبارہ جھونک رہے ہیں اسی راہ میں جس راہ سے ہمیں یہ عطا ہوئے تھے' یہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے عطا کئے تھے بہت سی باتوں کے پیش نظر جن کا ذکر میں ابھی کر چکا ہوں۔ ہم پر جو مظالم ہوئے' ظلم و ستم ہوئے' ہماری جو ناشکری کی گئی' ہم نے احسان پر احسان کئے اور اس کے مقابل پر ظلم پر ظلم دیکھے ان ساری باتوں کو اللہ تعالیٰ تو نہیں بھولتا' بندہ تو بھلا دیتا ہے اور شکر ادا کرنے والوں میں سب سے زیادہ شکر اللہ ادا کیا کرتا ہے اور اس کے شکر ادا کرنے کا طریقہ یہی ہے کہ وہ جتنا احسان کرتا ہے اس کو اور بھی بڑھا دیتا ہے اور اس دوڑ میں کوئی اللہ کو شکست نہیں دے سکتا۔ جتنا مرضی آپ کوشش کر کے دیکھ لیں کوئی چیز تو اللہ کو دے نہیں سکتے سب کچھ اسی کا دیا ہوا ہے۔ اس کا شکر ادا کر سکتے ہیں مگر جتنا شکر ادا کریں گے وہ اور دیتا چلا جائے گا۔ اب آنحضرت ﷺ سے زیادہ تو شکر ادا کرنے والا کوئی دنیا میں پیدا ہوا' نہ ہو سکتا ہے۔ آپ نے اللہ کا شکر ادا کرنے کے لئے ساری زندگی وقف کر دی اور اللہ تعالیٰ آپ کے مقام بڑھاتا چلا گیا۔

باقی صفحہ 7 پر

پبلشر آغا سیف اللہ۔ پرنٹر قاضی منیر احمد۔ مطبع ضیاء الاسلام پریس۔ مقام اشاعت دارالنصر غربی چناب نگر (ربوہ) قیمت تین روپے

محترم مولانا محمد منور صاحب

ترتیب: انتصار احمد نذر صاحب

ایک نیک بی بی کی یاد میں - محترمہ آمنہ بیگم صاحبہ

یہ ذکر خیر محض ایک پاک بی بی کی یاد میں نہیں بلکہ بہت سے پاکباز وجودوں کی یاد پر مشتمل ہے (حضرت خلیفۃ المسیح الرابع)

محترم مولانا محمد منور صاحب سابق مربی مشرقی افریقہ نے اپنی اہلیہ محترمہ آمنہ بیگم صاحبہ کی یاد پر مشتمل ایک کتابچہ "ایک نیک بی بی کی یاد میں" تحریر فرمایا۔ اس کتابچہ میں آپ نے بڑے سادہ اور دلنشیں انداز میں اپنی زندگی کے حالات محترمہ آمنہ بیگم صاحبہ کی سیرت اور خصوصاً اپنی دونوں بیویوں کے آپس کے تعلقات کے حوالے سے واقعات تحریر فرمائے۔

یہ کتابچہ جب حضور انور کی خدمت میں پہنچا تو حضور نے بھی اس پر بہت خوشنودی کا اظہار فرمایا۔

اس کتابچے کی تلخیص پیش ہے:-

اللہ تعالیٰ کے فضل سے میرا گھر جنت ارضی کی مثال بنا رہا ہے۔ میری پہلی شادی 1940ء میں ہوئی۔ ہمارے گھر کا ماحول نہایت خوشگوار رہا۔ بارہ سال بعد دوسری شادی ہوئی۔ اس کے بعد بھی اہلی زندگی بے حد پرسکون رہی۔ بچے بڑے ہوئے اور ان کی شادیوں کا مرحلہ آیا۔ تب بھی ہم میں باہم اتحاد و اتفاق رہا۔ عمر بھر ہم نے جہیز کا معاملہ گفتگو کا موضوع نہ بنایا۔ میری بیویاں میرے عزیزوں اور بزرگوں سے احترام سے پیش آتیں اور میں ان کے والدین کا پورا پورا ادب کرتا رہا۔

جب ہم گھر میں اکٹھے ہوتے تو ایک دوسرے پر جان نثار کرتے اور جب میں خدمت دین کے لئے ملک سے باہر چلا جاتا تو بھی دلوں میں دوری کا خیال تک نہ آتا۔ والدہ مبارک احمد جن کا انتقال چھ جون 1992ء کو ہوا میری زوجیت میں باون سال رہیں۔ میں نے حساب لگایا تو معلوم ہوا کہ اس عرصہ میں 26 سال وہ مجھ سے دور رہیں۔ تنہائی میں عورتوں کو کئی قسم کی مشکلات کا سامنا ہوتا ہے۔ لیکن خدا کی اس نیک بندی نے کبھی شکایت نہ کی۔ ایک دوبار صرف اس قدر لکھا کہ افسوس ہے اپنی بیماری کی وجہ سے پردیس میں آپ کی کوئی خدمت نہیں کر رہی۔ ہر حال میں صبر کیا بلکہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اس نے ہمیں زندگی بخشی ہے۔ جب اس کی مرضی ہوگی ہمیں باہم اکٹھا کردے گا۔ والدہ مبارک احمد محبت اور وفا کا مجسمہ تھیں اور حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اس شعر کی مصداق کہ

صادق آں باشد کہ ایام بلا
مے گزارد با محبت با وفا

میں نے ان کی زندگی کا بغور مطالعہ کیا ہے۔ ان کے دل میں سب کے لئے خیر ہی خیر اور ہمدردی ہی ہمدردی کے جذبات تھے۔ اس لئے ان کی وفات سے دل پر شدید چوٹ لگی ہے۔ ہماری جنت کے جو پانچ کونے تھے۔ دو بیویاں دو بچے اور خاوند۔ ان میں سے ایک خدا تعالیٰ کے حکم سے الگ ہو گیا ہے۔ ہم سب اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی ہیں۔

میری پہلی شادی کی روداد

میری پیدائش کے بعد ہی سے میرے لئے بہت سے رشتے آئے اکثر رشتوں کو بزرگوں نے خود ہی ناپسند ٹھہرا دیا۔ جب میں نویں جماعت کا طالب علم تھا تو میری شادی کا چرچا ہوا۔ میں نے اباجان کی خدمت میں انگریزی میں ایک عریضہ لکھا کہ مجھے تعلیم حاصل کرنے کا شوق ہے۔ میری شادی کا معاملہ فی الحال رہنے دیں۔ انہوں نے میری عرضداشت منظور کرلی۔

جب میں ایف اے سیکنڈ ائیر میں تھا تو پھر ایک رشتہ کی پیش کش ہوئی۔ میں نے دعا کے بعد قرآن مجید سے فال لی تو سورہ یوسف کی وہ آیت سامنے آئی جس کا ترجمہ ہے۔ "اور جو بھی تقویٰ اختیار کرے اور صبر کرے۔ تو اللہ تعالیٰ محسنین کا اجر ضائع نہیں فرماتا"۔ میں نے پھر شادی سے انکار کردیا۔

جون 1939ء میں میں دینی تعلیم کے لئے قادیان گیا اور بورڈنگ مدرسہ احمدیہ میں داخل ہو گیا۔ انہی ایام میں ایک پختہ عمر کے بزرگ میرے پاس آئے اور انگریزی پڑھنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ میں نے منظور کرلیا۔ وہ روزانہ میرے پاس آکر تھوڑا وقت انگریزی پڑھ لیتے تھے۔

بعد میں معلوم ہوا کہ وہ دراصل میرے حالات وکوائف کی تفتیش کر رہے تھے۔ انگریزی پڑھنے کے بہانے وہ میرے کوائف حاصل کرتے رہے۔ ساری باتیں وہ اپنے برادر نسبتی برادرم محترم عبدالرحمن خان صاحب کو لکھتے رہے۔ یہ کوائف راولپنڈی سے وہ اپنے والد محترم منشی محمد حیات خان صاحب کو ملتان بھجواتے رہے۔

جناب محترم منشی محمد حیات خان صاحب ملازمت سے فراغت کے بعد آنریری انسپکٹر بیت المال کے طور پر خدمات بجالا رہے تھے۔ 1940ء میں جب میں گرمی کی تعطیلات گزارنے قادیان سے لودھراں گیا۔ تو معلوم ہوا کہ بیت المال کے ایک انسپکٹر صاحب دورے پر لودھراں تشریف لا رہے ہیں۔

مرکزی مہمانوں اور دوسرے احمدی احباب کا قیام بالعموم ہمارے ہاں ہوتا تھا۔ جب محترم خان صاحب کی آمد کی اطلاع جماعت کو دی گئی تو ایک بزرگ نے اباجان سے کہا کہ آپ مہربانی فرما کر جناب خان صاحب کی خدمت میں ہماری طرف سے رشتہ کی درخواست پہنچا دیں۔ محترم خان صاحب اباجان کے پرانے ملنے والے تھے۔ جب وہ ہمارے ہاں تشریف لائے تو ان کی خدمت اور خاطر تواضع خاکسار کے سپرد ہوئی۔

اباجان نے ایک دن ان صاحب کی درخواست محترم خان صاحب کی خدمت میں پیش کردی۔ جناب خان صاحب نے بڑی بے تکلفی سے پوچھا "بابو صاحب آپ دوسروں کی سفارش کرتے ہیں۔ اپنے بیٹے کے لئے کیوں رشتہ طلب نہیں کرتے"؟ اباجان نے وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ تین چار سال قبل میرے چھوٹے بھائی کے ہاں بچی پیدا ہوئی ہے۔ قبلہ والد صاحب نے اسے میرے بیٹے سے منسوب کردیا ہے۔ اس لئے یہ معاملہ اب ہمارے اختیار سے باہر ہے۔ اگر آپ پسند فرمائیں تو ان سے ذکر کر دیکھیں۔

قتال پور کی جماعت بھی خان صاحب کے حلقہ میں شامل تھی۔ دورہ کرتے کرتے وہاں پہنچے اور باتوں باتوں میں رشتے کا ذکر چل پڑا۔ حضرت دادا جان نے فرمایا کہ رشتہ تو طے ہو چکا ہے۔ لیکن بچوں کی عمر میں کافی فرق ہے۔ اگر آپ جلدی سے یہ کام کرسکتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ جب بچی بڑی ہو جائے گی تو اس کا رشتہ بھی وہیں ہو جائے گا۔

محترم خان صاحب نے صورت حال سے میرے والدین کو مطلع فرمایا اور رشتہ طے ہو گیا۔ فیصلہ یہ ہوا کہ اسی سال جلسہ سالانہ کے موقع پر نکاح اور رخصتانہ ہو جائے۔ جناب خان صاحب کے خلوص اور سادگی اور میانہ روی نے میرے دل پر بھی گہرا اثر چھوڑا۔ میں نے بھی ہاں کردی۔

رخصتوں کے بعد میں ہوسٹل جامعہ احمدیہ قادیان واپس آگیا جناب خان صاحب اپنے سارے خاندان میں پہلے احمدی تھے۔ ان کی دو بیویاں فوت ہو چکی تھیں۔ آمد کا بھی کوئی معقول انتظام نہیں تھا۔ جلسہ سالانہ کے موقع پر میرے والدین میری چھوٹی خالہ اور میرے چچا جان جو بعد میں میرے خسر بھی بننے والے تھے۔ قادیان پہنچ گئے۔ برادرم عبدالرحمن خان صاحب بھی اپنی چھوٹی ہمشیرہ آمنہ بی بی کو لے کر قادیان آگئے۔

25 دسمبر 1940ء کو سیدنا حضرت مصلح موعود نے ہمارے نکاح کا بیت مبارک میں اعلان فرمایا۔ رخصتانہ کے لئے 29 دسمبر کی تاریخ مقرر ہو گئی۔ جامعہ احمدیہ کی عمارت کے قریب اباجان نے ایک مکان کرائے پر لے لیا اور محترم خان صاحب سے دریافت کیا کہ بارات میں کتنے افراد شامل کئے جائیں۔ حضرت خان صاحب نے جواباً فرمایا کہ بیٹی تو میں نے ایک ہی کو دینی ہے۔ آپ جتنے افراد شامل کرنا پسند کریں کرلیں۔

صرف افراد خانہ پر مشتمل چند افراد بارات کے ساتھ گئے۔ اور رخصتانہ لے آئے۔ میرے چچا بھی اس شادی پر بہت خوش تھے۔ کیونکہ یہ معاملہ حضرت دادا جان کی منظوری سے طے پایا تھا۔ اور ان کی

اطاعت ہر حال میں ان پر واجب تھی۔ چند دن کے بعد جلسہ کی رخصتیں ختم ہوگئیں۔ میرے والدین اپنی بہو کو لے کر لودھراں چلے گئے اور میں ہوسٹل جامعہ احمدیہ میں لوٹ آیا اور تعلیم حسب معمول جاری رہی۔

آئندہ سال اباجان قادیان آئے اور محلّہ دارالفضل میں ہمارے لئے ایک مکان خرید لیا۔ ہم بالاخانے میں رہنے لگے اور نچلا حصہ کرائے پر دے دیا گیا۔ تھوڑے دنوں کے بعد والدہ محترمہ بھی ہمارے پاس آگئیں۔ اپنی بھانجی کو بھی تعلیم کے لئے قادیان لے آئیں۔ جس نے بعد میں میری دوسری بیوی بننا تھا۔ میری پہلی بیوی ہم سب کی خدمت میں مصروف ہوگئیں۔

اگلے سال میں نے درجہ ثانیہ کا امتحان دیا۔ جو پنجاب یونیورسٹی کا مولوی فاضل کا امتحان کہلاتا تھا۔ میں اپنی جماعت میں اول یونیورسٹی میں سوم اور فرسٹ ڈویژن میں کامیاب ہوا۔ میری بیوی نے خوشی کا اظہار کیا اور کہا کہ آپ کو یہ پوزیشن میری وجہ سے ملی ہے۔ مجھے اس سے اختلاف کرنے کی کوئی صورت نظر نہ آئی اور ان کی بات مان لی گئی۔

وقف زندگی

ہمارے مولوی فاضل کے امتحان کے بعد حضرت سیدنا مصلح موعود نے مسلسل خطبات جمعہ میں جماعت کے نوجوانوں کو وقف زندگی کی طرف بلایا۔ میں نے بیوی سے مشورہ کیا انہوں نے کہا۔ اس سے بڑی خوش قسمتی اور کیا ہوگی۔ میں نے وقف زندگی کا فارم پر کردیا۔ وقف منظور ہوگیا۔ پہلے مہینے کے اختتام پر مجھے دس روپے الاؤنس ملا۔ ہماری خوشی کی انتہا نہ رہی وقف بھی منظور اور ساتھ روپے بھی۔

مولوی فاضل پاس کرنے کے بعد میں نے مربیان کی کلاس میں داخلہ لے لیا جو دو سال کی ہوتی تھی۔ اس کے بعد ایک سال کے لئے صرف کا ایک خصوصی کورس کیا اور 1946ء کے آغاز میں مجھے مربی کے طور پر کانپور (یو۔پی) بھجوا دیا گیا۔

جنوری 46ء سے دسمبر 46ء تک کا عرصہ ہم میاں بیوی نے الگ الگ گزارا اور یہ ہمارا کامیاب تجربہ ثابت ہوا۔ ابھی اس سے سخت امتحان آگے آنے والے تھے۔

دوسری شادی

1950ء میں اباجان نے مطلع فرمایا کہ میرے چچا (ان کے چھوٹے بھائی) نے لکھا ہے کہ ان کی بیٹی شادی کے قابل ہوگئی ہے۔ ان کی خواہش ہے کہ اعلان نکاح کر دیا جائے۔ میں نے جواباً عرض کیا کہ میں تو واقف زندگی ہوں۔ اپنے بارہ میں میں کچھ فیصلہ نہیں کر سکتا۔ پھر دوسری شادی کی حاجت بھی نہیں ہے۔ بیوی اور بچہ موجود ہیں۔ اس لئے اگر آپ ضروری سمجھیں تو حضور کی خدمت میں معاملہ پیش کردیں۔ حضور نے رشتہ کرنے کی اجازت دے دی اور ساتھ ہی شرط لگائی کہ دونوں بیویوں کو افریقہ بھیجنا ہوگا۔

جب وکالت تبشیر کی طرف سے مجھے اس مضمون کا خط ملا۔ تو طبعی طور پر پریشانی ہوئی۔ لیکن مرتا کیا نہ کرتا۔ میں نے اباجان کو وکالت نامہ بھجوا دیا کہ وہ میری طرف سے رضامندی کا اعلان کردیں۔ چچا جان نے خود ہی نکاح کا اعلان کر دیا اور مجھے اطلاع بھجوا دی گئی۔

دونوں بیویوں کا آپس میں حسن سلوک

میری غیر حاضری میں بھی میری دونوں بیویوں کا باہم معاملہ غیر معمولی طور پر قابل تعریف رہا۔ کبھی جھگڑے کی نوبت نہ آئی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ صرف میں ہی واقف زندگی نہ تھا۔ میری دونوں بیویاں بھی عملاً اپنے آپ کو دینی خدمت کے لئے وقف کر چکی تھیں۔ ان کی ہمیشہ سے یہ خواہش اور کوشش رہی کہ وہ مجھے خدمت دین کے لئے زیادہ سے زیادہ فرصت مہیا کریں۔

ہماری یہ حالت دیکھ کر بعض دفعہ ناواقف عورتیں والدہ مبارک احمد سے دریافت کرتیں کہ کیا یہ آپ کی بیٹی ہیں۔ تو وہ کہتیں۔ یہ مولوی صاحب کی دوسری بیوی ہیں۔ یہ سن کر وہ متعجب ہوتیں کہ بظاہر تو ایسا معلوم نہیں ہوتا۔ والدہ مبارک احمد نے کبھی سوت یا سوکن کا لفظ استعمال نہیں کیا۔ نہایت صبر و تحمل بلکہ محبت اور شفقت کا سلوک ایک دوسری سے کرتی رہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس بے نفسی کا احسن بدلہ دے۔

محترمہ آمنہ بیگم صاحبہ کی مثالی خوبیاں

اس بات میں شک ہی کیا ہے کہ عورت کی فطرت چاہتی ہے کہ اسے خاوند کی پوری محبت حاصل رہے۔ کسی قسم کی شراکت اسے کلیۃً ناپسند ہوتی ہے۔ لیکن والدہ مبارک اکثر کہا کرتی تھیں کہ جب شریعت نے مرد کے لئے تعدد ازدواج کی گنجائش رکھی ہے اور حضور نے بھی آپ کو دوسری شادی کی اجازت دے دی ہے۔ تو میں اسے ناپسند کیسے کر سکتی ہوں۔ گویا نفس بالکل مار دیا گیا تھا۔

صرف اسی پر بس نہیں۔ والدہ مبارک مجھ سے انتہائی احترام کا سلوک کرتی تھیں میاں بیوی میں محبت تو ہوتی ہے لیکن ان میں ادب کا مادہ انتہاء کو پہنچا ہوا تھا۔ باون سال کی ازدواجی زندگی میں انہوں نے کبھی میرے متعلق ایسے الفاظ استعمال نہیں کئے جن میں کسی قسم کی درشتی اور ہتک پائی جاتی ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس لحاظ سے بھی وہ مثالی بیوی تھیں۔ ورنہ عام انگریزی مقولہ ہے کہ محبت اور لڑائی میں سبھی کچھ جائز ہوتا ہے۔

غریب عورتوں کے ساتھ ان کا سلوک بھی مثالی تھا۔ کسی کو اپنے سامنے زمین پر بیٹھنے نہیں دیتی تھیں۔ ہمیشہ چارپائی یا کرسی پیش کرتیں اور نقد جنس یا کپڑوں سے ان کی مدد کرتیں۔

مالی قربانی یا چندہ کی ادائیگی میں بھی ان کا قدم بہت آگے تھا۔ پانچویں حصہ کی وصیت تو انہوں نے قادیان ہی میں کر دی تھی۔ جو چھ جون 1992ء تک (جو ان کا یوم وفات تھا) باقاعدگی سے ادا کرتی رہیں۔ آخری رسید کی تاریخ چھ جون ہی ہے۔

تحریک جدید۔ وقف جدید اور لجنہ کے فرض اور طوعی چندہ جات بھی باقاعدگی سے ادا کرتی رہیں۔ گزشتہ رمضان میں میں نے انہیں بتایا کہ ہمارے حلقہ کی بیت سلام کا برآمدہ بن رہا ہے۔ میں اس میں اپنا چندہ ادا کر آیا ہوں۔ یہ سنتے ہی پچاس روپے کا نوٹ مجھے دیا کہ میری طرف سے بھی ادا کردیں۔ میں نے کہا کہ صدر صاحب محلہ ہذا نے اعلان کیا ہے کہ محلے والوں سے سو روپے کم از کم لئے جائیں۔ اس پر وہ سو روپے لے آئیں یہ آخری نفلی چندہ تھا جو خدا کے گھر کی تعمیر کے لئے انہوں نے دیا۔

والدہ مبارک کی بڑی خواہش تھی کہ میری زندگی میں ان کی وفات ہو۔ اس خواہش کا اظہار انہوں نے شادی کے معاً بعد کرنا شروع کر دیا تھا۔ شاید یہی دعا بھی کرتی ہوں گی۔ باون سال میری زوجیت میں گزارنے اور عمر میں مجھ سے چھوٹی ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہونے میں سبقت لے گئیں۔ ان کی خواہش اور دلی تمنا تو پوری ہوگئی۔ مگر مجھے سوگوار کر گئیں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کا محبت بھرا مکتوب

محترم مولانا محمد منور صاحب اور محترمہ آمنہ بیگم صاحبہ کے واقف زندگی بیٹے مکرم مبارک احمد صاحب طاہر نائب وکیل وقف نو تحریک جدید نے اپنی والدہ کے حالات پر مشتمل کتابچہ "ایک نیک بی بی کی یاد میں" سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کو بھجوایا تو اس پر حضور انور نے اپنے دست مبارک سے ایک ایسا محبت بھرا مکتوب تحریر فرمایا جو نہ صرف محترمہ آمنہ بیگم صاحبہ بلکہ بہت سے نیک لوگوں کی یاد پر مشتمل تھا۔ حضور نے فرمایا:

یہ ذکر خیر محض ایک پاک بی بی کی یاد میں نہیں بلکہ بہت سے پاکباز وجودوں کی یاد پر مشتمل ہے۔ کیسے کیسے سادہ۔ پاک۔ بے تکلف۔ بے ریا غیر اللہ سے تہی لوگ تھے۔ اللہ اور رسول سے سینوں کو منور کئے ہوئے قناعت کے شہزادے اور شہزادیاں۔ دل ذکر اللہ سے مطمئن۔ آنکھیں اس کی عطاء سے ٹھنڈی۔ سرتاپا شکر۔ مجسم حمد۔ راضیۃ مرضیہ یہ آخرین تو اپنی مرادوں کو پاگئے اور اولین سے جا ملے۔

اور اپنا حال یہ ہے کہ ستاری کے پردہ کی اوٹ میں عفو کی چادر میں لپٹ کر تحلیل ہو جانے کو جی چاہتا ہے۔

مجھے یاد نہیں آرہا کہ میں نے آپ کو یا مکرم و محترم مولوی محمد منور صاحب کو تعزیت کا پیغام بھیجا یا خط اپنے ہاتھ سے لکھا کہ نہیں۔ اگر نہیں تو سمجھ نہیں آرہی کہ کیسے یہ سخت کوتاہی ہوئی۔ کوشش تو پوری کرتا ہوں کہ سب حق والوں کے حق ادا کروں لیکن بعض دفعہ چوک جاتا ہوں تو شرمندگی میں بھیگی ہوئی بے بسی مجھے سزا دیتی ہے۔

آپ نے مضمون بھیجا تو احساس ندامت دعاؤں میں ڈھلنے لگا اور جذبات نے برس کر دل کی سب کدورت دھو ڈالی اور تازہ دم اور ہلکا محسوس کرنے لگا۔ مگر ایک معمہ سمجھ نہیں آیا۔ اس مختصر سے مضمون نے اتنے لوگوں کی اتنی محبت میرے دل میں کیسے پیدا کردی اور وہ لوگ جو طمانیت اور رضا کے پیکر تھے اور اس خوف و حزن کی دنیا میں حفاظت یافتہ اور خلد آشیاں تھے ان کی یاد اتنی درد انگیز کیسے ہو گئی۔ کل رات کاموں سے فارغ ہو کر یہ مضمون پڑھا آج کے دن کا آغاز یہ خط لکھ کر کر رہا ہوں۔ رات بھر ہر کیفیت اسی طرح زندہ اور تازہ رہی جیسے مضمون پڑھتے وقت تھی۔ اور اس وقت بھی ویسی ہی ہے۔ سوچتا ہوں کبھی آپ کی امی سے ملاقات ہوئی یا نہیں۔ شائد کبھی دفتر وقف جدید میں مجھ سے دوا لینے آئی ہوں۔ آئی بھی ہوں تو مجھے کیا پتہ لگ سکتا تھا کہ کون اور کیا ہیں۔ عزت تو میں سب کی کرتا تھا مگر ان کو اٹھ کر ملتا ان کا دل کی گہرائیوں سے احترام کر کے میں عزت پاتا۔ ان کو دعائیں دیتا۔ ان سے دعائیں لیتا۔ دل بھر کے آج آپ سب کا غم میں نے دل پر لیا ہے مگر بانٹ نہیں سکتا۔ بانٹنے سے تو غم کم ہو جانے چاہئیں مگر انسان کے دکھ بانٹنے کا قصہ تو برعکس اثر دکھاتا ہے۔ کاش میں آپ کا اور سب محروموں کا غم کم کر سکتا۔ لیکن انسان بڑا بے بس ہے مکرم مولوی صاحب اور سب بزرگوں اور عزیزوں کو محبت بھرا سلام۔ میری دعائیں رحمت بن کر آپ پر برسیں۔

آریہ مذہب کی حقیقت

یہ کتاب شیخ محمد یوسف صاحب جو قادیان دارالامان سے شائع ہونے والے اخبار "نور" کے ایڈیٹر تھے کی تصنیف ہے۔ آپ کا سابقہ نام "سورن سنگھ" تھا۔

اس کتاب میں آریوں کے عقاید۔ آریوں کی تنگ دلی' دوسرے مذاہب کے ہادیوں کے بارے میں ان کی خطرناک بدزبانی' مسئلہ نیوگ کی اخلاقی اور قانونی حیثیت۔ ویدوں میں جدال و قتال کی تعلیم آرین ویدوں کی الہامی حیثیت آریہ سماج کے ممبروں کی حالت' تناسخ کا بودا پن۔ آریہ سماج مذہبی سوسائٹی ہے یا ایک سیاسی گروہ۔ روح و مادہ کی ازلیت کا رد۔ آریہ سماج کا راجپوتوں کی قومیت پر خطرناک حملہ۔ کے عنوانات کے تحت بحث کی گئی ہے۔

یہ کتاب پہلی مرتبہ 1923ء میں شائع ہوئی۔ اور اس کے کل 88 صفحات ہیں۔

مرتبہ: ریاض محمود باجوہ صاحب

شذرات

اخبارات و رسائل کے مفید اور فکر انگیز اقتباسات

قبرستان کی حرمت

سرراہے کے کالم نگار لکھتے ہیں:

بھارتی ریاست گجرات میں انتہا پسند ہندوؤں نے عیسائیوں کے ایک قبرستان کو منہدم کرکے اسے کھیل کا میدان بنالیا ہے۔ ایک نیوز ایجنسی کے مطابق آل انڈیا کرسچن کونسل نے بھارتی صدر کے آر نارائن سے ایک خط کے ذریعے مطالبہ کیا ہے کہ وہ شرپسندوں کے خلاف کارروائی کرکے قبرستان کو واگزار کرائیں۔ کرسچن کونسل نے شکایت کی ہے کہ ریاست کے ضلع کھیڈا کے گاؤں کھوتاج میں انتہا پسند ہندوؤں نے عیسائیوں کی 100 سے زائد قبریں مسمار کرکے قبرستان کو چٹیل میدان میں تبدیل کردیا ہے جہاں یہ شرپسند کرکٹ کھیلتے رہتے ہیں۔

قبرستان کسی بھی مذہب یا قوم کا ہو وہ سب کے لئے باعث احترام ہوتا ہے۔ اس لئے ہم حیران ہیں کہ بھارت کے انتہا پسند ہندوؤں نے عیسائیوں کے قبرستان کو "بازیچہ اطفال" کیسے بنالیا ہے۔ کیا انہیں قبرستان میں کرکٹ کھیلتے ہوئے اپنے مرے ہوئے یاد نہیں آتے۔ کرکٹ کا بال جب کسی قبر پر لگتا ہوگا تو اندر سے ضرور یہ آواز بلند ہوتی ہوگی کہ ؎

میں بھی کبھو کسی کا سر پر غرور تھا

(نوائے وقت 16/اپریل 2001ء)

سائبان

لشکر طیبہ کے مرکزی رہنما. مرکز الدعوۃ امور خارجہ کے مدیر حافظ عبدالرحمان مکی نے تین روزہ تربیتی اجتماع میں کہا:

خلافت اسلامیہ امت مسلمہ کے سر پر سائبان کی حیثیت رکھتی ہے لیکن افسوس کہ آج خلافت اسلامیہ موجود نہیں ہے۔ جب خلافت موجود نہ ہو تو فتنے جڑی بوٹیوں اور خود رو جھاڑیوں کی طرح پیدا ہو جایا کرتے ہیں اور مسلمانوں کی مرکزیت ختم ہو جاتی ہے۔

(نوائے وقت 16/اپریل 2001ء ص 1)

پیغمبرانہ کام

ڈاکٹر طاہر مسعود لکھتے ہیں:

آج ضرورت ایک ایسی تحریک برپا کرنے کی ہے جو اصلاح معاشرے کو اپنی ذمہ داری قرار دے۔ معاشرے کی اصلاح کے لئے ضروری ہے کہ پہلے افراد معاشرہ کی اصلاح کی جائے اور یہ کام وہ لوگ کریں جو تربیت یافتہ ہوں۔ ہرچند کہ یہ پیغمبرانہ کام ہے لیکن کسی نہ کسی کو تو یہ کرنا ہے۔ بدقسمتی سے ہمارے ہاں سیاسی جماعتوں کا فریضہ صرف اقتدار طلبی رہ گیا ہے ورنہ یہ کام سیاسی جماعتوں کے پلیٹ فارم سے شروع کیا جاتا تو اس کے اثرات دوررس اور ہمہ گیر ہوتے۔ یہ بھی المیہ ہے کہ ماضی میں ایک آدھ مذہبی جماعت جو تعمیر کردار کو اپنا مشن قرار دیتی تھی۔ وہ بھی لیلائے اقتدار کی زلف گرہ گیر کی ایسی اسیر ہوئی کہ اس نے بھی اس مقصد کو نظرانداز کردیا اور سیاست اور نعرے بازی کو اپنا مطمح نظر بنالیا۔ میری مراد جماعت اسلامی سے ہے۔ قومیں کردار سے بنتی ہیں اور بدکرداری سے تباہ ہو جاتی ہیں۔ اگر ہمیں اپنی حالت کو بدلنا ہے تو پہلے اپنے کردار کو بدلنا ہوگا لیکن یہ کام کون کرے اور یہ کیسے ہو۔ یہی اصل مسئلہ ہے۔

(نوائے وقت 19/اپریل 2001ء)

کوشش

مجاہد الحسینی لکھتے ہیں:

مولانا عبدالستار خان نیازی نے لاہور میں خفیہ طور پر کسی مقام پر بیٹھ کر تحریک کی رہنمائی کی۔ پھر مسجد وزیر خان لاہور میں داخل ہو گئے۔ جب 5 مارچ 1953ء کو لاہور میں پہلا مارشل لاء نافذ ہوا تو جنرل اعظم خاں کی سرتوڑ کوشش کے باوجود مولانا عبدالستار خان نیازی دستیاب نہ ہو سکے۔ ان دنوں مسجد وزیر خان کے اندر گولیوں کی بوچھاڑ سے عاشقان ناموس رسالت کو کس طرح خون میں تڑپایا گیا تھا۔ اس کے عینی شاہد مولانا نیازی ہی تھے۔ جن کی بابت مختلف راوی بیان کرتے ہیں کہ وہ مسجد سے برقع پہن کر اور بقول بعضے جنازے کی چارپائی پر انہیں باہر نکال کر روپوش کرادیا گیا تھا. جنہیں آخر کار قصور سے گرفتار کرلیا گیا اور اخبارات میں ان کی داڑھی والی اور بغیر داڑھی تصاویر بھی شائع کرکے بدنام کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔

(نوائے وقت 12 مئی 2001ء)

امریکی مسلمان

اسرار احمد کسانہ لکھتے ہیں:

امریکہ میں مسلمانوں کی دو بڑی مذہبی تنظیمیں ہیں۔ اولاً اسلامک سوسائٹی آف نارتھ امریکہ ہے جس میں زیادہ تر عربی اور مشرق وسطیٰ سے تعلق رکھنے والے مسلمان شامل ہیں اور ثانیاً اسلامک سرکل آف نارتھ امریکہ کہ جس میں پاکستان. بھارت اور بنگلہ دیش کے مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہے۔ سیاہ فام مسلمانوں کی جماعتیں شامل ہیں جن میں وارث دین محمد کی جماعت اور لوئی فرخ خان کی جماعتیں شامل ہیں اول الذکر اور ثانی الذکر جماعتیں ہر سال ایک بڑا کنونشن کروا کر اپنے فرض سے سبکدوش ہو جاتی ہیں اور اول الذکر کا کنونشن تو میرج بیورو بنتا جا رہا ہے جب کہ اکنا والے ایک کنونشن کراتے چلے آرہے ہیں جو عام مسلمانوں کی زندگیوں پر اثر انداز ہی نہیں ہو رہا۔ اس کے علاوہ ان جماعتوں کا کردار اپنی قیادت کے خول سے باہر نہ نکلنے کی ہاں وحدت افکار کا بھی فقدان ہے بقول شاعر ؎

ہے زندہ فقط وحدت افکار سے ملت
وحدت ہو فنا جس سے وہ الہام بھی الحاد

مساجد کی تعداد موجودہ سے دگنی بھی ہو جائے۔ مسلمان سات سے چودہ ملین بھی ہو جائیں۔ وہ اس وقت تک اپنا مقام نہیں پا سکتے۔ جب تک ان کا مقصد ایسے مسلمان بنانا نہیں بن جاتا کہ جو قرون اولیٰ کی یاد دلادیں جو اینٹوں کی عمارات یا اپنی تعداد کی وجہ سے نہیں بلکہ اپنی بلندی کردار کی وجہ سے پہچانے جاتے تھے۔ ہفتے کے چھ روز خالی رہنے والی مساجد اور معاشی دباؤ کے تحت اپنے نام تک بدل لینے والے مسلمانوں کا جم غفیر اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا سبب نہیں بن سکتا یہ کام صرف مردان مجاہد کی جماعت ہی انجام دے سکے گی۔

صوفی کی طریقت میں فقط مستی احوال
ملا کی شریعت میں فقط مستی گفتار
وہ مرد مجاہد نظر آتا نہیں مجھ کو
ہو جس کے رگ و پے میں فقط مستی کردار

(نوائے وقت 12 مئی 2001ء)

چند تاریخی حقائق

ممتاز مورخ اور سابق وزیراعظم بھٹو کے مشیر کے کے عزیز کے انٹرویو سے چند اقتباسات:

جنگ: 1857ء کی جنگ آزادی کے حوالے سے آپ کا استدلال ہے کہ انگریزوں کی حکومت بہت پہلے سے قائم تھی کیا آپ 1857ء کی جدوجہد آزادی کو جنگ آزادی نہیں سمجھتے؟

کے کے عزیز: یہ میرا استدلال نہیں بلکہ حقیقت ہے۔ انگریزوں نے 1803ء میں دہلی کو فتح کیا۔ 1803ء سے لے کر 1857ء تک مغل بادشاہ. انگریزوں کے ماتحت تھے اور ان کے وظیفہ یافتہ تھے۔ جب ایک بادشاہ کو انگریزوں نے بوجوہ تخت سے اتارا نہیں بلکہ رہنے دیا لیکن اس کے پاس کوئی طاقت نہیں تھی اور چونکہ وہ انگریزوں سے وظیفہ لیتے تھے اس لئے میں تو یہ کہوں گا کہ وہ انگریزوں کے ماتحت تھے۔ وظیفہ تو ملازم کو دیتے ہیں۔ اگر 1803ء سے 1857ء تک مغل بادشاہ کی حکومت برائے نام تھی اور اصل حکومت انگریزوں کی تھی تو اس کے بعد اگر بہادر شاہ ظفر نے انگریزوں کے خلاف لڑائی کی تو اسے آپ بلوہ کہہ سکتے ہیں. نافرمانی کہہ سکتے ہیں لیکن وہ جنگ آزادی کیسے ہو گئی؟ آپ کا نوکر آپ کے خلاف جنگ آزادی تو نہیں لڑتا اور نہ ہی ہمیں اس بات کا کوئی ثبوت ملتا ہے کہ سب لوگوں نے نہیں تو اکثریت نے ہی جنگ لڑی ہو۔ پنجاب میں نہ ہونے کے برابر اور سرحد میں کچھ بھی نہیں ہوا تھا۔ باقی ہندوستان میں کچھ نہیں ہوا. البتہ بنگال میں تھوڑی سی تحریک چلی تھی۔ مرکز دہلی. یوپی اور خاص طور پر میرٹھ اور الہ آباد کے علاقے تھے۔

جنگ: پنجاب کے لوگوں نے کیوں حصہ نہیں لیا۔ کیا ان کے مغلوں سے اختلافات تھے؟

کے کے عزیز: جو آپ کہہ رہے ہیں وہ بھی درست ہوگا لیکن ایک اور وجہ بھی ہو سکتی ہے کہ پنجاب پر انگریزوں نے 1849ء میں قبضہ کیا تو اس سے پہلے سکھوں کی حکومت تھی۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ جس کی بڑی تعریف ہوتی ہے کہ بڑا اچھا حکمران تھا۔ وغیرہ وغیرہ۔ اس نے یہاں تمام مغل عمارتوں کو تباہ کردیا۔ ان کا سارا سنگ مرمر اور ہیرے جواہرات نکال کر وہ امرتسر لے گیا۔ آج آپ نور جہاں اور آصف خان کے مقبرے اور دوسری حویلیوں کی جو حالت دیکھتے ہیں وہ اسی نے کی ہے۔ رنجیت سنگھ کے بعد جب سکھا شاہی آئی جو یہاں تقریباً 70 سال رہی. اس میں تو مکمل طوائف الملوکی تھی۔ پنجاب کے مسلمان اور غالباً کچھ ہندو بھی سکھا شاہی سے اتنے تنگ آئے ہوئے تھے کہ ان کے لئے انگریز کا آنا تو اغلباً بڑی اچھی بات تھی کیوں کہ جب مکمل طور پر قانون شکنی. بے چینی اور غیر یقینی صورت حال کا دور ہوا اور باہر کی طاقت آئے. آپ کی حفاظت کرے. آپ کے لئے نہریں بنائے. آپ کے لئے اسکول اور اسپتال کھولے تو لوگوں نے. خاص طور پر مسلمانوں نے کہا کہ انگریز تو بڑے اچھے ہیں اور انہوں نے ہمیں سکھوں کے استبداد سے نجات دلائی ہے۔ یہ بھی ایک وجہ تھی کہ پنجاب نے اس دوران کوئی احتجاج نہیں کیا۔ ساہیوال. امرتسر اور لاہور میں راوی کے کنارے تھوڑے بہت واقعات ہوئے لیکن یہ تحریک نہیں تھی۔ جیسی کہ دہلی. یوپی اور میرٹھ میں تھی۔ ادھر حیدر آباد نے انگریزوں کے ساتھ اپنی وفاداری کا باقاعدہ اعلان کیا۔ اس کے علاوہ ریاستوں کی بہت بڑی تعداد نے انگریزوں کے ساتھ الحاق کیا لہٰذا آپ اس کو تحریک کا نام نہیں دے سکتے اور جب تک وسیع پیمانے پر تحریک ہی نہ ہو تو پھر اس کو جنگ آزادی کیسے کہا جاسکتا ہے۔

جنگ: 1930ء میں علامہ اقبال نے الگ مسلم ریاست کا تصور دیا تھا؟

کے کے عزیز: بالکل نہیں دیا۔ انہوں نے کبھی بھی علیحدہ مسلم ریاست کا مطالبہ نہیں کیا۔ انہوں نے بلوچستان. سندھ. پنجاب اور سرحد کو ملا کر ایک صوبہ بنانے کا مطالبہ کیا تھا تاکہ جب انڈین فیڈریشن بنے تو ہم ہندو صوبوں کے برابر آسکیں۔

(جنگ سنڈے میگزین 8/اپریل 2001ء)

عطیۂ خون
خدمت بھی عبادت بھی

اپنے وطن کی سیر .... طارق محمود سدھو

آؤ وادیٔ کاغان چلیں

گرمیوں کے موسم میں لو کے تھپیڑے وادی کاغان کی یاد دلاتے ہیں۔ جب سارا ملک آگ کی طرح دھک رہا ہوتا ہے یہ حسین وادی موسم سرما کی منظر کشی کر رہی ہوتی ہے۔ اس وادی میں درجہ حرارت کی کمی ہی نہیں بلکہ قدرت کے حسین نظارے بھی دیکھنے کو ملتے ہیں۔ یہ تقریباً 160 کلومیٹر لمبی دلفریب مناظر سے بھری وادی ہے جس کے آس پاس ہمالیہ کی برف پوش چوٹیاں' خوبصورت جھیلیں' گنگناتی آبشاریں اور گلیشیئرز وادی کے حسن کو دوبالا کرتے نظر آتے ہیں۔ اور یہ اس شخص کے لئے کیا ہی خوبصورت تجربہ ہوگا جو چند دن وادی کاغان میں گزارے۔

محل وقوع

محل وقوع کے لحاظ سے وادی کاغان دیگر خوبصورت وادیوں کے درمیان میں پائی جاتی ہے۔ وادی کے مغرب کی جانب وادی سوات ہے۔ شمال کی جانب وادی گلگت اور مشرق کی جانب وادی کشمیر ہے۔ کاغان میں پہاڑی چوٹیاں بارہ ہزار فٹ سے لے کر 18000 فٹ تک ہیں اور مشہور دریا دریائے کنہار وادی کاغان سے گزرتا ہوا کشمیر کی وادی میں داخل ہو جاتا ہے جہاں یہ دریائے جہلم کا حصہ بن جاتا ہے۔ وادی کا گیٹ وے (Gate Way) بالاکوٹ ہے یہ خوبصورت شہر دریائے کنہار کے کنارے آباد ہے اور وادی کا آخری مقام گتی داس ہے جس سے آگے بابوسر کے مقام پر وادی بند ہو جاتی ہے۔ بابو سر در اصل چودہ ہزار فٹ بلند درہ ہے جس کے راستے وادی کاغان سے گلگت کی طرف جایا جا سکتا ہے۔ گتی داس کے قریب جھیل لولوسر (Lulusar) تقریباً 11000 فٹ بلند ہے اس کا پانی دریائے کنہار کی طاقت کو دگنا کر دیتا ہے۔ یہاں سے دریا وادی کے تمام مقامات سے گزرتا ہوا کشمیر میں دریائے جہلم میں شامل ہو جاتا ہے۔

وادی کے 160 کلومیٹرز کو آسانی کے لئے آٹھ مقامات میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ یعنی بالاکوٹ' کیوائی' مہانڈری' کاغان' ناران' بٹاکنڈی' بوراوی' اور گتی داس' جبکہ انتہائی خوبصورت مقامات شوگران' جھیل سیف الملوک اور لالہ زار وادی کے اطراف میں واقع ہیں۔

بالاکوٹ

ایک تاریخی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ یہاں پر مشہور روایات کے مطابق دو مسلمان مجاہدین سید احمد شہید اور شاہ اسماعیل شہید کے مزار ہیں۔ جنہوں نے اٹھارہویں صدی میں سکھوں کے خلاف لڑتے ہوئے اپنی جانیں قربان کیں۔ بالاکوٹ کا درجہ حرارت گرمیوں میں نارمل یا معتدل ہے۔ سردیوں میں کبھی کبھار برف باری بھی ہو جاتی ہے۔ وادی کاغان کی سیاحت کے لئے آنے والے کم از کم ایک دن بالاکوٹ میں قیام ضرور کرتے ہیں۔

کیوائی اور شوگران

کیوائی بالاکوٹ سے تقریباً 23 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ یہ ایک بلند مقام ہے اور بالاکوٹ کی نسبت کافی سرد ہے۔ کھانے پینے اور رہائش کے لئے ایک دو ہوٹل موجود ہیں۔ اس سرسبز و شاداب مقام کی بلندی تقریباً چار ہزار چھ سو فٹ کے قریب ہے۔ یہاں دریائے کنہار بہت گہرائی میں ایک نالے کی طرح نظر آتا ہے۔ یہاں سے ایک خوبصورت اور بل کھاتی ہوئی سڑک گھنے جنگل سے گزرتی ہوئی شوگران کی طرف جاتی ہے۔ شوگران کیوائی سے بہت بلند ہے۔ کار یا جیپ کیوائی سے آدھے گھنٹے میں شوگران پہنچ جاتی ہے اس کی بلندی تقریباً سات ہزار آٹھ سو فٹ کے قریب ہے اور کیوائی سے آٹھ کلومیٹر کے فاصلے پر اصل سڑک سے ہٹ کر واقع ہے۔ یہاں کا درجہ حرارت کافی کم ہے۔ سردیوں میں کیوائی اور شوگران برف کی لپیٹ میں ہوتے ہیں اور موسم گرما میں بھی سویٹر وغیرہ کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ یہ انتہائی سرسبز و شاداب میدان ہے جس کے چاروں طرف گھنے جنگل میں کچھ جنگلی جانور بھی پائے جاتے ہیں شوگران میں ریسٹ ہاؤس کے علاوہ اعلیٰ درجے اور درمیانے درجے کے ہوٹل موجود ہیں۔ ٹیلی فون کی سہولت شوگران اور کیوائی دونوں جگہوں پر ہے۔

مہانڈری

کیوائی سے تقریباً 23 کلومیٹر دور اصل سڑک پر تقریباً 5000 فٹ بلند مقام مہانڈری ہے۔ یہاں کا موسم کیوائی جیسا ہی ہے لیکن دریائے کنہار نزدیک نظر آنا شروع ہو جاتا ہے۔ کیوائی اور مہانڈری کے درمیان دو خوبصورت گاؤں پارس اور جرید ہیں اس کے علاوہ دریا کے دونوں جانب مقامی لوگوں کی آبادیاں موجود ہیں۔ کیوائی سے ناران تک راستے میں دریا پر بے شمار لکڑی کے پل دریا کی دونوں اطراف کو آپس میں ملاتے نظر آتے ہیں۔ ٹورسٹ مختلف جگہوں پر رک کر فوٹوگرافی کرتے ہیں اور فطرتی نظاروں سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔

کاغان

بالاکوٹ سے 61 کلومیٹر کے فاصلے پر تقریباً چھ ہزار سات سو فٹ بلند قصبہ کاغان ہے یہ اب تک آنے والے تمام مقامات سے نہ صرف بہتر ہے بلکہ رقبے اور آبادی کے لحاظ سے بھی کچھ بڑا ہے۔ کاغان میں دریائے کنہار بالکل قریب ہے اور ٹورسٹ کچھ دیر رک کر دریا کا نظارہ کرتے ہیں۔ اس قصبے میں چند ایک ہوٹل موجود ہیں لیکن لوگوں کی توجہ کا مرکز کاغان نہیں بلکہ ناران ہے اس لئے یہاں کچھ دیر ٹھہرنے کے بعد ناران کی جانب چل پڑتے ہیں۔

ناران

پوری وادی کاغان کا خوبصورت ترین مقام ہے یہاں مقامی آبادی کی نسبت ہوٹل بکثرت پائے جاتے ہیں جو دوسرے علاقے کے لوگوں نے یہاں بنائے ہیں۔ مقامی لوگ غریب اور غیرت مند ہیں اور ٹورسٹ کے ساتھ ان کا رویہ بہت بہتر ہے۔ در اصل سیر و تفریح کا اصل مرکز ناران ہے ٹورسٹ عام طور پر تین یا چار دن قیام ضرور کرتے ہیں۔ یہ بالاکوٹ سے تقریباً 83 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے اس کی بلندی سات ہزار آٹھ سو فٹ ہے یہ انتہائی سرد اور خوبصورت جگہ ہے۔ یہاں سویٹر اور جرسی کی ضرورت ہر وقت رہتی ہے اور اگر بارش ہو جائے تو سردی انتہا کو پہنچ جاتی ہے خصوصاً رات کے وقت ناران میں گھومنا سردی کی بدولت بہت دشوار ہے۔ موسم سرما میں شدید برف باری کی بدولت مقامی لوگ بھی دوسرے مقامات کی طرف ہجرت کر جاتے ہیں۔ کاغان سے ناران پہنچتے وقت گاڑیوں کو بڑے بڑے گلیشیئرز سے گزرنا پڑتا ہے۔ سڑک پختہ نہیں ہے کیونکہ برف باری' بارشوں اور لینڈ سلائیڈنگ کی وجہ سے سڑک ٹوٹ پھوٹ کا شکار رہتی ہے۔ ناران میں سڑک کے دونوں جانب وادی بہت کشادہ ہو جاتی ہے دریائے کنہار وادی کے میدانوں کے برابر ہو جاتا ہے۔ اس کھلی وادی میں چاروں طرف گلیشیئرز موجود ہیں' لوگ پیدل چل کر ان گلیشیئرز تک پہنچتے ہیں اور برف سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ یہاں اعلیٰ درجے کے ہوٹل سے لے کر نچلے درجے تک کے ہوٹل مل جاتے ہیں۔ ناران کی مشہور سوغات ٹراؤٹ مچھلی ہے۔ چیڑ کی لکڑی پر بھنی ہوئی ٹراؤٹ پورے پاکستان میں مشہور ہے۔

سیف الملوک

وادی کا ایک ایسا مقام ہے جسے لوگ دور دور سے دیکھنے آتے ہیں اور جس کا ذکر کتابوں' رسالوں اور اخبارات میں ملتا ہے۔ یہ جھیل ناران سے انتہائی دشوار گزار چند کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے اس کی بلندی تقریباً گیارہ 11000 ہزار فٹ ہے انتہائی سرد اور برف سے ڈھکی ہوئی جھیل ہے۔ یہاں صرف پہاڑی جیپ کے ذریعے ہی جایا جا سکتا ہے۔ اور بعض اوقات کچھ فاصلہ پیدل یا خچروں اور گھوڑوں پر طے کرنا پڑتا ہے۔ اگست اور ستمبر میں برف کچھ کم ہو جاتی ہے اور نیلگوں جھیل کسی پرستان سے کم نہیں لگتی۔ یہاں کے کچھ مقامی لوگ چند روپوں کے عوض شہزادہ سیف الملوک اور پریوں کی داستانیں بڑے دلفریب انداز میں سناتے ہیں۔ جھیل پر ایک دو ہوٹل ٹائپ جگہیں ہیں جہاں سے کھانے پینے کی اشیاء مل جاتی ہیں۔ جھیل سیف الملوک کے ایک جانب ایک خوبصورت چوٹی ہے جسے ملکہ پربت کہتے ہیں۔ بعض مہم جو اسے سر کر چکے ہیں اور بعض سر کرنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں اس کی بلندی تقریباً 17 ہزار فٹ کے قریب ہے۔ جھیل پر جاتے وقت ایک بہت بڑے گلیشیئر سے واسطہ پڑتا ہے اور اکثر لوگ جیپوں سے اتر کر اسے پیدل عبور کرتے ہیں۔ اس گلیشیئر پر بعض دوکانداروں نے سٹال لگائے ہوئے ہیں یہاں بوتلیں اور جوس پیک برف کے اندر دھنسائے ہوئے ہوتے ہیں اور گلیشئر کو فریزر کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ انہی سٹالز پر کیمرہ کی فلمیں اور برف پر چلنے کے لئے چھڑیاں بھی مل جاتی ہیں۔

لالہ زار

وادی کا ایک اور اہم مقام لالہ زار ہے۔ لالہ زار ایک بلند اور سرسبز میدان ہے جس کی شوگران سے کچھ مشابہت ضرور ہے لیکن لالہ زار' شوگران کی نسبت بہت وسیع اور زیادہ سرد ہے۔ چاروں طرف جنگل موجود ہے اگر ایک طرف گہرائی میں دیکھا جائے تو دریائے کنہار ایک نالے کی طرح بہتا ہوا نظر آتا ہے یہ بھی ایک بہت بلند مقام ہے جس کی منفرد خوبصورتی یہاں کے پھول اور خوشبو ہے کچھ جھونپڑی نما ہوٹل موجود ہیں جن میں بیٹھ کر سرد موسم میں چائے کا لطف دوبالا ہو جاتا ہے بعض ٹورسٹ یہاں خیمے لگا کر کچھ دن قیام کرتے ہیں اور بعض صبح جا کر شام کو ناران واپس آ جاتے ہیں۔

اس سے اگلے مقامات یعنی بوراوی' گتی داس اور بابوسر پاس تک پہنچنا عام لوگوں کے لئے مشکل ہے کیونکہ راستہ کٹھن اور دشوار ہے لیکن بعض ٹریکر ناران سے پیدل کچھ دنوں میں بابوسر تک چلے جاتے ہیں جہاں سے وہ وادی گلگت میں داخل ہو جاتے ہیں۔

وادی کاغان میں بہت سے جنگلی جانور پائے جاتے ہیں جو کہ انسانی آبادی سے کچھ فاصلے پر ہیں۔ ان میں کالا ریچھ' چیتا (Leopard) چکور' کشمیری ہرن (Kashmir stag) نافے والا ہرن (Musk deer) زیادہ مشہور ہیں لیکن اگر زیادہ بلندی پر چلے جائیں جہاں درخت نہیں بلکہ سارا سال برف رہتی ہے وہاں برفانی

چیتا اور بھورا ریچھ پائے جاتے ہیں۔ صرف وادی کاغان ہی نہیں بلکہ اس سے ملحقہ تمام وادیوں میں بھی جنگلی حیات بھری ہوئی ہے۔

وادی کاغان کی سیر کے لئے مئی سے ستمبر تک بہترین موسم ہے اس موسم میں درجہ حرارت 15 سے 20 ڈگری سنٹی گریڈ تک رہتا ہے۔

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

✪ مکرم سجاد احمد خالد صاحب مربی سلسلہ سابق مربی انچارج فجی لکھتے ہیں خاکسار کے سسر مکرم خواجہ شمس الدین صاحب آف قصور گردے اور بڑی آنت کے کینسر میں مبتلا ہیں۔ ڈاکٹرز صاحبان نے لاعلاج قرار دے دیا ہے۔ البتہ ہومیو پیتھک علاج شروع کروایا جا رہا ہے۔ احباب جماعت سے عاجزانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے۔

درخواست دعا اور شکریہ احباب

✪ مکرم محمد ابراہیم بھامبڑی صاحب صدر محلہ دارالنصر غربی الف ربوہ لکھتے ہیں۔ میرے پیارے چھوٹے بھائی مولوی عبدالعزیز صاحب بھامبڑی سابق محتسب امور عامہ صدر انجمن احمدیہ کی وفات پر بہت سے دوستوں نے میرے گھر تشریف لاکر تعزیت کی ہے۔ اور بعض نے بذریعہ فون اور خطوط میرے ساتھ ہمدردی کا اظہار فرمایا ہے اور بہت سے ایسے مہربان بھی ہیں۔ جو میرے ساتھ ہمدردی رکھتے ہیں۔ لیکن کسی مجبوری کے باعث تشریف نہیں لا سکے۔ میں ان سب کا ممنون ہوں اور شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سب کے لئے خیر کے سامان پیدا فرمائے اور ہر آن سب کا حافظ و ناصر ہو۔ اور خاتمہ بالخیر ہو۔

ضروری اعلان

✪ قارئین الفضل سے درخواست ہے کہ مضامین اعلانات اور خبروں کی اشاعت کے لئے ایڈیٹر الفضل سے رابطہ فرمائیں۔

☆ چندہ، خریداری، پتہ کی تبدیلی، اخبار کی ترسیل اور اشتہارات وغیرہ کے سلسلہ میں مینیجر الفضل سے رابطہ فرمائیں۔

پتہ یہ ہے۔ (دفتر الفضل دارالنصر غربی ربوہ)

ہومیو پیتھک علمی نشست

✪ احمدیہ ہومیو پیتھک میڈیکل ریسرچ ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام 29 جون شام 6-15 تا ساڑھے سات بجے ہال نصرت جہاں اکیڈمی (انٹر کالج) ربوہ میں بحوالہ "امراض قلب" ایک علمی نشست منعقد ہوگی۔ جس میں حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی کتاب "ہومیو پیتھی یعنی علاج بالمثل" سے متعلقہ اقتباسات پیش کرنے کے بعد محترم ڈاکٹر ضیاء اللہ سیال، ماہر امراض قلب کا لیکچر ہوگا۔ لیکچر کے بعد سوال و جواب کا سیشن ہوگا۔ دلچسپی رکھنے والے حضرات وخواتین سے گزارش ہے کہ براہ کرم پابندی وقت کے ساتھ شرکت فرما کر مستفید ہوں۔

(صدر ایسوسی ایشن)

سیمینار IAAAE ربوہ چیپٹر

✪ مورخہ 27 جون 2001ء بروز بدھ انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف احمدی آرکیٹکٹ وانجینئرز ربوہ کے زیر اہتمام شام 6 بجے انصاراللہ پاکستان کے ہال میں ایک سیمینار منعقد ہو رہا ہے جس میں مکرم بشارت احمد صاحب Security Alarm System اور اس کے فوائد کے بارے میں لیکچر دیں گے نیز اس کے بعد سوال و جواب کا بھی سیشن ہوگا۔ احباب اس معلوماتی سیمینار میں شرکت فرما کر بھرپور فائدہ اٹھائیں۔

(صدر IAAAE ربوہ چیپٹر)

لجنہ متوجہ ہوں

✪ دفتر لجنہ اماء اللہ پاکستان میں مقالہ جات پہنچنے کی آخری تاریخ 15۔ اگست ہے۔

سیکرٹری تعلیم لجنہ اماء اللہ پاکستان

بقیہ صفحہ 2

ناممکن تھا کہ اللہ کا شکر ادا کرکے اللہ کو آپ تھکا دیتے اور ناممکن تھا کہ خود بھی تھک جاتے کیونکہ زندگی بھر آپ تھکے نہیں شکر ادا کرتے کرتے اور نتیجہ یہ نکلا کہ وہ جزا جو اس دنیا میں عطا ہونی تھی، جس حد تک ہونی تھی اس کے علاوہ اللہ نے اس کو لامتناہی کر دیا اگلی دنیا کے لئے۔ تو آئندہ دنیا میں جو خدا تعالیٰ آنحضرت ﷺ کو بلند سے بلند تر درجات عطا فرماتا چلا جائے گا یہ اس شکر کا ہی نتیجہ ہیں جو زندگی بھر آپ نے ادا کیا۔ اب وہاں اللہ تعالیٰ کا شکر رسول اللہ ﷺ کیسے ادا فرمائیں گے یہ اللہ بہتر جانتا ہے۔ یہ وہ ایسی دوڑ ہے جس میں شکر ادا کرنے والے نے ہارنا ہی ہارنا ہے اور اللہ نے جیتنا ہی جیتنا ہے۔

روزنامہ الفضل ربوہ۔ 31 مارچ 99ء

خبریں

ربوہ: 23 جون گزشتہ چوبیس گھنٹوں میں کم از کم درجہ حرارت 21 زیادہ سے زیادہ 38 درجے سنٹی گریڈ
سوموار 25 جون۔ غروب آفتاب: 7-20
منگل 26 جون - طلوع فجر : 3-21
منگل 26 جون - طلوع آفتاب: 5-01

صدر مملکت کے خلاف درخواست دائر نہیں ہو سکتی

لاہور ہائی کورٹ آفس نے جنرل مشرف کے صدر مملکت بننے کے خلاف دائر رٹ درخواست اس اعتراض کے ساتھ واپس کر دی ہے کہ آئین کے آرٹیکل 248 کے تحت صدر مملکت کے خلاف رٹ دائر نہیں ہو سکتی اور یہ کہ درخواست پرنسپل سیٹ لاہور میں دائر نہیں کی جا سکتی۔ یہ درخواست پیپلز لائرز فورم پنجاب کے سیکرٹری جنرل میاں حنیف طاہر نے دائر کی تھی جس میں کہا گیا تھا کہ جنرل مشرف بطور آرمی چیف سرکاری ملازم ہیں اور انہوں نے آئین کے آرٹیکل 41 اور 47 کی خلاف ورزی کرکے صدر کا عہدہ سنبھالا ہے اس طرح نہ صرف وہ آئین کی خلاف ورزی کے مرتکب ہوئے بلکہ انہوں نے سپریم کورٹ کے ایک کیس کی بھی خلاف ورزی کی۔

دہشت گردی ایکٹ میں متنازع ترامیم کا جائزہ

داخلہ اور قانون کی وزارتوں نے انسداد دہشت گردی ایکٹ میں متنازع ترامیم کے جائزے کا کام مکمل کر لیا ہے اب یہ ایکٹ آرڈیننس کی صورت میں ایک دو روز تک جاری رہے گا۔ وفاقی کابینہ نے متنازع ترامیم ختم کرنے اور ان پر نظر ثانی کی ہدایت کی تھی۔ دونوں وزارتوں کے سینئر افسروں نے متنازع ترامیم کا جائزہ لیا اور اس بارے میں سفارشات تیار کیں۔ مجوزہ قانون میں دہشت گردی کے زمرے میں بعض نئے جرائم شامل کئے گئے ہیں۔ اور سزاؤں میں بھی اضافہ کیا گیا ہے۔

اب بھی اسلحہ جمع کرایا جا سکتا ہے

ناجائز اسلحہ کے خلاف مہم کے سلسلے میں کریک ڈاؤن کی کوئی حد نہیں، یہ جاری رہے گا۔ جب تک کہ حکومت مطمئن نہ ہو جائے ناجائز اسلحہ پر قابو پانے کے بعد اسلحہ لائسنس پر عائد پابندی اٹھا لی جائے گی اور جن لوگوں کی شہرت کردار اور ریکارڈ صحیح ہوگا انہیں لائسنس دیا جائے گا۔ انہوں نے بتایا کہ کریک ڈاؤن کے دوران گھر گھر جا کر کسی کو تنگ کرنے کی ضرورت نہیں۔ جس کے بارے میں اطلاع ہوگی وہاں چھاپہ مارا جائے گا۔ مدت ختم ہونے کے بعد بھی اگر کوئی اسلحہ جمع کرانا چاہتا ہے تو اسے کچھ نہیں کہا جائے گا۔

حریت کانفرنس نے ملاقات کا وقت مانگ لیا

آل پارٹیز حریت کانفرنس نے آئندہ ماہ پاک بھارت سربراہی ملاقات کے دوران جنرل مشرف اور اٹل بہاری واجپائی سے الگ الگ ملاقات کے لئے درخواست کی ہے اس ضمن میں چیئرمین آل پارٹیز حریت کانفرنس عبدالغنی بھٹ نے دونوں سربراہوں کو الگ الگ خطوط ارسال کئے ہیں اور ملاقات کے لئے وقت طلب کیا ہے۔

صدر نے کل جماعتی کانفرنس بلالی

صدر جنرل پرویز مشرف نے مسئلہ کشمیر اور بھارت سے مذاکرات پر سیاستدانوں کو اعتماد میں لینے کے لئے 27 جون کو کل جماعتی کانفرنس بلالی ہے۔ صدر نے مختلف جماعتوں کے رہنماؤں کو مدعو کیا ہے۔ سیاستدانوں سے ملاقات کے بعد صدر ان کے اعزاز میں ظہرانہ بھی دیں گے۔ حکومتی ذرائع کے مطابق مذکورہ ملاقات میں بھارت سے مذاکرات کا پس منظر اور مسئلہ کشمیر کے حوالہ سے اپنے موقف سے آگاہ کریں گے۔ اور سیاستدانوں سے ان کی آراء طلب کریں گے۔

سلامتی کونسل کشمیر پر امتیازی رویہ چھوڑ دے

پاکستان نے اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کوفی عنان پر زور دیا ہے کہ وہ کشمیر اور فلسطین کے مسئلوں کے پرامن حل کے لئے اپنا بھرپور کردار ادا کریں۔ سلامتی کونسل اپنی قراردادوں پر عمل درآمد میں امتیازی رویہ چھوڑ کر کشمیر سمیت تمام قراردادوں پر بلا تفریق عمل درآمد کرائے۔

صدر بننا غیر جمہوری اور غیر آئینی ہے

امریکہ نے پاکستان میں جنرل مشرف کی طرف سے صدر مملکت کے عہدے پر فائز ہونے کو غیر جمہوری عمل قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ وہ اب بھی پاکستان کے ساتھ بہتر تعلقات کی خواہش رکھتا ہے۔ یہ بات امریکی محکمہ خارجہ کے ترجمان نے صحافیوں کے مختلف سوالات کے جوابات دیتے ہوئے کہی۔ ترجمان نے کہا کہ جنرل مشرف کی طرف سے منتخب معطل اسمبلیوں کی برطرفی اور صدارتی عہدے پر فائز ہونا پاکستان کے آئین کی نفی ہے۔ امریکہ کی خواہش ہے کہ پاکستان پر یکطرفہ فیصلے مسلط کئے جانے کی بجائے وہاں جمہوری عمل کو پروان چڑھایا جائے۔ جنرل مشرف کا حالیہ اقدام غیر جمہوری ہے۔

تمام حل طلب امور پر تبادلہ خیال ہوگا

بھارت نے کہا ہے کہ وہ پاکستان میں ہر اس حکومت سے بات چیت کرے گا جو برسراقتدار ہو اس حوالے سے فوجی یا سول حکومت کی تفریق نہیں رکھی گئی۔ بھارتی وزارت خارجہ کی خاتون ترجمان نے کہا ہے کہ ہم نے کبھی یہ نہیں کہا کہ پاکستان کے ساتھ مذاکرات نہیں کئے جائیں گے۔ اسلام آباد کی کسی بھی حکومت سے ہمیں بات کرنی ہے پاک بھارت مجوزہ سربراہ ملاقات میں دونوں ملکوں کے درمیان تمام حل طلب امور پر تبادلہ خیال ہوگا۔

سری لنکا حکومت کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک

سری لنکا میں اپوزیشن کی بڑی یونائیٹڈ نیشنل پارٹی کی جانب سے خاتون صدر چندریکا کمارا ٹنگا کی حکومت کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک باضابطہ طور پر پارلیمنٹ کے سیکرٹری جنرل کے حوالے کر دی گئی۔

منی پور میں صدر راج کا امکان بھارت کے

صوبہ منی پور کے دارالحکومت امپھال کے تین اضلاع میں کرفیو مسلسل 9ویں دن بھی جاری رہا- تاہم دو اضلاع میں چند گھنٹے کے لئے کرفیو اٹھایا گیا- کشیدگی بدستور جاری ہے- صوبہ میں علیحدگی پسندوں کے ساتھ جنگ بندی میں توسیع کے مرکزی حکومت کے فیصلہ کے خلاف ہڑتال کرانے والی سماجی تنظیموں کی جانب سے اب صوبائی اسمبلی کے ارکان کے سماجی بائیکاٹ کا بھی اعلان کر دیا گیا ہے- صوبائی اسمبلی کے ان ارکان نے مستعفی ہونے سے انکار کر دیا ہے-

مشرف کی صدارت 5 سال کے لئے ہے

صدر جنرل مشرف کے مشیر اطلاعات اور پاک فوج کے ترجمان میجر جنرل راشد قریشی نے کہا ہے کہ جنرل مشرف کی طرف سے صدر بن جانے کا فیصلہ اچانک نہیں تھا- اس مسئلہ پر گزشتہ تین ماہ سے سوچ بچار کی جا رہی تھی اور جنرل مشرف اپنے عہدہ صدارت کی پانچ سالہ مدت پوری کریں گے-

صدر بننا فیڈریشن کے خلاف سازش ہے

مسلم لیگ (ن) نے جنرل مشرف کی جانب سے صدر کا منصب سنبھالنے کے بعد ان سے کسی بھی سطح پر مذاکرات نہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور جنرل مشرف کے صدر بننے کو فیڈریشن کے خلاف سازش قرار دیا ہے-

نئی پولیس اصلاحات منظور صدر و چیف ایگزیکٹو

نے مجوزہ پولیس اصلاحات پر قومی تعمیر نو بیورو، وزارت داخلہ اور صوبوں کے درمیان اختلافات ختم کروا دیئے ہیں اور کہا ہے کہ حکومت پولیس کا ڈھانچہ تمام صوبوں اور متعلقہ اداروں کے ذریعے ہی تبدیل کرے گی- نئے بلدیاتی نظام میں پولیس کو جو اختیارات دیئے جائیں گے اس میں چیک اینڈ بیلنس لازمی شامل کیا جائے گا-

عالمی بنک اور آئی ایم ایف سے تین سال تک نجات حاصل کر لیں گے

وفاقی وزیر خزانہ شوکت عزیز نے کہا ہے کہ بجٹ میں معیشت کی بحالی سرمایہ کاروں کا اعتماد بحال کرنے اور مالیاتی اصلاحات پر عمل درآمد کو یقینی بنانے پر خصوصی توجہ دی گئی ہے محدود وسائل کے باوجود بجٹ متوازن بنایا گیا ہے- بجٹ میں کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا بلکہ ٹیکس اصلاحات کے ذریعے ٹیکسوں کی مد میں آمدنی میں 14 فیصد اضافہ کیا گیا ہے- پاکستان کی تاریخ میں یہ پہلا بجٹ ہے جس میں چار ہزار اشیاء پر کسٹم ڈیوٹی میں کمی کی گئی ہے- عالمی بنک اور آئی ایم ایف سے تین سال تک نجات حاصل کر لیں گے-

چلڈرنز، کمپیوٹر + انگلش اسپیکنگ کلاس

وہ بچے جو چوتھی جماعت سے نویں جماعت تک کے طالب علم ہیں- ان کے لئے گرمیوں کی تعطیلات میں دو ماہ کا سپیشل کورس آفر کیا جا رہا ہے-
کلاسز کا اجراء یکم جولائی 2001ء سے ہوگا-
23- شکور پارک ربوہ فون نمبر 212034

نیشنل کالج ربوہ

عطیہ خون

خدمت بھی- عبادت بھی

صحت مند بچے سب کو اچھے لگتے ہیں اپنے بچوں کو

ننھا بے بی ٹانک

استعمال کرائیں- بچوں کو صحت مند بنائیں-
قیمت فی شیشی -/20 روپے
ناصر دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ
فون نمبر 212434 فیکس 213966

فخر الیکٹرونکس

ڈیلر: ریفریجریٹر- ائرکنڈیشنر- ڈیزرٹ کولر- کوکنگ رینج گیزر- ہیٹر- واشنگ مشین- مائیکروویو اوون اور سٹیبلائزر
فون 7223347-7239347-7354873
1- لنک میکلوڈ روڈ، جودھامل بلڈنگ لاہور

ہمارے ریٹ

دیسی گھی -/110 روپے فی کلو تھوک
دیسی گھی -/120 روپے فی کلو پرچون
خان ڈیری انڈسٹریز
38/1 دارالفضل ربوہ فون 213207

سلک ویز ٹریول اینڈ ٹورز

بیرون ملک ہوائی سفر کے ارزاں ٹکٹ اور سفری انتظامات کے علاوہ پاکستان کے خوبصورت مقامات مثلاً مری، کاغان، سوات اور شمالی علاقہ جات کی سیاحت کے لئے آپ کی اپنی ٹریول ایجنسی آج بھی آپ کے لئے ہماری خدمات ہمہ وقت حاضر ہیں
گوندل پلازہ بلیو ایریا اسلام آباد
فون 2270987 فیکس 2277738

روزنامہ الفضل رجسٹرڈ نمبر سی پی ایل-61